بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ذکر اللہ کی اہمیت

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام علىٰ أشرف الأنبياء والمرسلين وعلىٰ اٰله وأصحابه أجمعين : أما بعد !

أعوذ بالله من الشيطن الرجيم ○ بسم الله الرحمن الرحيم ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾

بزرگانِ محترم! علمائے کرام! دوستو عزیز! جب درود شریف پڑھا جائے تو ہم بھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے رہیں، اس لیے کہ یہ بھی مختصر درود شریف ہے۔ اگر ہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے رہیں گے تو اِدھر ۴۰/درود ختم ہوں گے، اُدھر ہمارے ۱۰۰/درود پورے ہو جائیں گے۔

درود شریف کی اہمیت

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اپنے والد کا اکرام کرانا چاہتے ہو تو درود شریف پڑھو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے والد کا اکرام درود شریف سے کیسے ہوگا؟ تو فرماتے ہیں کہ جب تم درود پڑھتے ہو تو فرشتہ تمہارا نام لے کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاتا ہے کہ فلاں صاحب کے بیٹے نے، فلاں بن فلاں، زید بن بکر، خالد بن عمرو وغیرہ کہہ کر درود پیش کرتا ہے۔ تو جہاں میرا تذکرہ ہوتا ہے وہاں میرے والد کا تذکرہ بھی ہوتا ہے کہ یہ فلاں کے بیٹے ہیں، انہوں نے آپ کے لیے درود بھیجا ہے۔ تو اس سے بڑھ کر ہمارے والد کا اکرام کیا ہوگا کہ میرے ایک درود سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میرے باپ کا ذکر ہو جائے!

کتنی بڑی چیز ہے! ہمیں ان چیزوں کی طرف توجہ کرنا چاہیے۔

درود شریف میں دو دعائیں آتی ہیں۔ ایک دعا: أسئل الله الجنة ہے۔ اے اللہ! ہم جنت کا سوال کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ ہمارے بزرگوں کے وہاں یہ رہا ہے کہ یہاں ذرا وقفہ کر پہلے أسئل الله الجنة پڑھیں، پھر نسئل الله الجنة پڑھیں؛ تاکہ تمام لوگ بھی شریک ہو جائیں، لہٰذا نسئل الله الجنة بھی ساتھ میں پڑھ لیا جائے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے وہاں یہی معمول تھا۔

دوسری دعا: اللّٰهُمَّ اغفر لي واهدني ہے۔ پہلے اللّٰهُمَّ اغفر لي واهدني واحد کے صیغے کے ساتھ پڑھیں، پھر اللّٰهُمَّ اغفر لنا واهدنا جمع کے صیغے کے ساتھ پڑھیں؛ تاکہ تمام لوگ بھی شریک ہو جائیں۔ ظاہر بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں درود جائے تو درود لے کر دعا کو کینسل کر دے، ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب درود شریف قبول ہو رہا ہے تو دعائیں بھی قبول ہو رہی ہیں۔

دعا کا سنت طریقہ

اسی لیے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دعا کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ کی تعریف کرو۔ إن الله يحب المدحة اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بہت پسند ہے۔ مخلوق سے کہا گیا کہ تم اپنی تعریف نہ چاہنا، تم چھوٹے بن کر کے رہنا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: مجھے میری تعریف بہت پسند ہے۔ پھر وہ خود ہی اپنی تعریف کرتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ تو دعا کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جائے۔ اگر عربی آتی ہے تو عربی میں تعریف بیان کریں، جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ قُلْ

هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ آیت الکرسی وغیرہ۔ پھر نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ پر درود پڑھے، کم سے کم ایک مرتبہ یا تین مرتبہ درود شریف پڑھے، زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ درود شریف پڑھو۔ تو فرمایا کہ حضرت! کتنا پڑھوں؟ فرمایا: جتنا جی چاہے۔ تو فرمایا ایک ربع، ایک چوتھائی پڑھوں؟ تو حضرت نے فرمایا: لو زدت لخیر لك اگر زیادہ پڑھے گا تو تیرے لیے بہتر ہوگا۔ تو فرمایا کہ ایک ثلث، ون تھرڈ پڑھوں؟ فرمایا: لو زدت لخیر لك اگر زیادہ پڑھے گا تو بہتر ہوگا۔ فرمایا: آدھی دعا اور آدھے میں درود پڑھتا رہوں تو؟ فرمایا: لو زدت لخیر لك اور زیادہ پڑھے گا تو بہتر ہوگا۔ فرمایا: پوری دعا میں درود ہی پڑھتا رہوں، کچھ نہ مانگوں تو؟ فرمایا: اگر پوری دعا درود پڑھتا رہے گا اور کچھ نہیں مانگے گا تو بے مانگے اللہ تیری مراد پوری کردے گا۔ یہ ہے درود شریف، درود شریف کو معمولی نہ سمجھیں۔

ادائیں محبوب کی

وہ جتنے محبوب ہیں، ان کے افعال و اقوال بھی اللہ کو اتنے ہی محبوب ہیں، ان کے طور و طریق بھی اتنے ہی محبوب ہیں، ان کا راتوں کا سونا بھی اللہ کو اتنا ہی محبوب ہے، ان کے اشارات بھی اللہ کو اتنے ہی محبوب ہیں، ان کا نام بھی اللہ کو اتنا ہی محبوب ہے؛ حتیٰ کہ اللہ نے قرآن کریم میں نبی ﷺ کی زندگی کی قسم کھالی: لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۷۲﴾ اے پیغمبر! تیری عمر کی قسم۔ اللہ تعالیٰ حضور پاک ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی عمرِ گرامی کی خالق قسم کھارہے ہیں! آپ ﷺ کا مقام بلند و بالا ہے، تمام نبیوں میں آپ ﷺ کو برتر اور بلند و بالا بنایا ہے، ایسی شخصیتِ مقدسہ کی امت میں بلا طلب، بلا مانگے، بلا کسی اپلیکیشن

کے اللہ نے ہم کو پیدا کر دیا اس سے بڑھ کر سعادت کوئی نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ کی امت میں پیدا ہونا بہت بڑی سعادت ہے۔

کائنات کی روح

آیت کریمہ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴿۴۱﴾ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ایمان والو! اللہ کا بہت ذکر کیا کرو۔ ذکر میں اپنی زندگی کھپاؤ، اپنی زندگی ذکر میں لگاؤ۔ تمہاری صبح بھی، شام بھی اللہ کے ذکر میں گزرنی چاہیے۔ ذکر کائنات کی روح ہے۔ لا تقوم الساعة حتیٰ یقال فی الأرض اللہ اللہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ زمین پر اللہ اللہ کرنے والے موجود ہیں۔

اس حدیث شریف سے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکرِ مفرد ثابت فرمایا۔ ذکرِ مفرد کے معنی اللہ اللہ کہنے کے ہیں۔ اس لیے کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ذکرِ مفرد سے منع فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جملۂ تامہ سے ذکر کیا جائے، یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر وغیرہ، یہ جملۂ تامہ ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں نبی ﷺ ایمان ہی کو تو بیان فرما رہے ہیں کہ جب تک ایک بھی مؤمن اس زمین پر رہے گا، قیامت قائم نہیں ہوگی، تو کیا نبی ﷺ کے پاس الفاظ نہیں تھے کہ حضرت یوں کہہ دیتے: لا تقوم الساعة حتیٰ یقال فی الأرض لا إله إلا اللہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ زمین پر لا إله إلا اللہ کہنے والا موجود ہے۔ کیا حضرت کے پاس لا إله إلا اللہ کے الفاظ نہیں تھے؟ الفاظ تھے؛ لیکن اس کے بہ جائے اللہ اللہ کا لفظ لا کر اشارہ کر دیا کہ یہ بھی

مؤمن ہی کی صفت ہے، اس لیے جو یہ بھی پڑھے گا وہ ذکر میں داخل ہو جائے گا یہ ذکرِ مفرد پر بہت زبردست استدلال ہے۔

ہمارے بعض اکابر فرماتے ہیں کہ بچہ روتا ہے تو وہ جملۂ تامہ نہیں بولتا، پھر بھی ماں فوراً گود میں لے لیتی ہے۔ بچہ صرف امی امی امی کہتا ہے۔ امی دودھ پلا، ایسا نہیں بولتا ہے، امی کھانا کھلا، ایسا نہیں بولتا ہے، پھر بھی ماں محبت سے گود میں لے لیتی ہے تو ہم بھی محبت میں اللہ اللہ بولتے ہیں؛ تاکہ اللہ ہم کو رحمت کی آغوش میں لے لے۔

مقصدِ کائنات

میرے بھائیو! اللہ کا ذکر پوری کائنات کی روح جو ہے۔ زمین پر ایک مؤمن بھی اللہ اللہ کہنے والا ہوگا قیامت قائم نہیں ہوگی۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شامیانہ ہو، اور لوگ یہ پوچھیں کہ یہ کب تک رہے گا؟ تو آپ کا جواب ہوگا: مقصد ہے وہاں تک رہے گا۔ جب تک شادی ہے وہاں تک رہے گا، جب شادی کا مقصد ختم تو شامیانہ بھی ختم۔ ظاہر بات ہے کہ جب تک مقصد ہے شامیانہ باقی ہے اور مقصد ختم تو شامیانہ بھی ختم۔ اسی طرح یہ کائنات اللہ کا شامیانہ ہے، اوپر آسمان ہے، نیچے زمین ہے، اس میں آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کے قمقمے روشن کیے ہیں، زمین پر پہاڑ قائم کیے ہیں اور یہ پورا شامیانہ اللہ نے بنایا اور اس کی عبادت کو مقصدِ کائنات بنایا۔ جب تک عبادت ہے یہ شامیانہ رہے گا اور جب عبادت ختم تو اللہ اس شامیانے کو ختم کر دیں گے، اسی کو قیامت کہا جاتا ہے، جس میں آسمان بھی ٹوٹے گا، زمین بھی پھٹے گی، پہاڑ بھی اڑیں گے، اللہ پانی کو آگ سے ملا دے گا۔ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾

سائنس تسلیم نہیں کر رہی ہے کہ پانی اور آگ کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟ اگر پانی میں جلانے کی صفت نہیں ہے تو تمہاری الیکٹری سٹی کہاں سے پیدا ہو رہی ہے؟ یہ تو سائنسی جواب ہے؛ ورنہ سیدھا جواب یہ ہے کہ جس رب نے پیٹرول، ڈیزل میں جلانے کی صفت رکھی، وہ اللہ پانی میں بھی جلانے کی صفت پیدا کر سکتا ہے۔ جس اللہ نے پاؤں کے گوشت اور ہڈی میں چلنے کی صفت رکھی ہے، وہ اللہ سر میں بھی چلنے کی قوت پیدا کر سکتا ہے اور قیامت میں مجرم کو سر کے بل الٹا چلائے گا۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ جو رب پاؤں پر چلا سکتا ہے، وہ سر کے بل بھی چلائے گا۔ ساری دنیا کو اللہ نے پاؤں پر چلایا اور سانپ کو پیٹ پر چلایا، وہ کانٹوں میں چل رہا ہے؛ لیکن اس کو کانٹا نہیں لگتا، اللہ قادرِ مطلق ہے، اس کی قدرت عجیب وغریب ہے۔

ذکر کرنے والے کی مثال

کائنات کی روح اور ہماری روح کی روح بھی اللہ کا ذکر ہے۔ اگر ذکر ہے تو ہماری روح زندہ ہے اور اگر ذکر نہیں ہے تو ہماری روح مردہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مثل الذاکر فی الغافلین کمثل الحي فی الأموات ذکر کرنے والا غفلت والوں میں والوں میں ایسا ہے جیسے لاشیں پڑی ہوں اور درمیان میں زندہ آدمی بیٹھا ہو۔

مخلوق کی تسبیح

میرے بھائیو! دنیا کی کوئی مخلوق ایسی نہیں جو اللہ کا ذکر نہ کرتی ہو۔ یہ نہ سمجھو کہ ہم ہی ذکر کر رہے ہیں؛ بلکہ ساری ہی مخلوق تسبیح پڑھ رہی ہے: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰكِنْ

لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ ؕ ساری مخلوق اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے؛ لیکن ہمیں ان کی زبان کا پتا نہیں ہے۔ ہمیں کیسے پتا ہوگا؟ ہم تو اپنے بھائیوں کی زبان نہیں جانتے۔ کوئی بنگالی زبان بولتا ہے تو ہمیں نہیں معلوم، کوئی پشتو زبان والا آ جائے ہمیں نہیں معلوم، کوئی فرینچ والا بولنے لگے ہمیں نہیں معلوم کو، کوئی ساؤتھ افریقہ کی زبان بولنے لگے ہمیں نہیں معلوم۔ ہم اپنے بھائیوں کی زبان نہیں جانتے تو یہ ساری مخلوق، چرند و پرند، درخت اور پتھر کی زبان ہم کیسے جان سکتے ہیں؟ لیکن قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ یہ سب تسبیح پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرانِ کریم میں فرماتے ہیں کہ: وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ بہت سی مرتبہ ہماری گاڑی پہاڑ کے قریب سے گزرتی ہے اور اوپر سے پتھر آرہا ہوتا ہے، ہم سمجھتے ہیں گر گیا ہوگا۔ اللہ کہتا ہے کہ نہیں! وہ میرے خوف سے گر گیا ہے۔ خوف کا ہونا دلیل ہے کہ اس میں حِس ہے اور حِس کا ہونا دلیل ہے کہ ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ پتھر بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ درخت اللہ کا ذکر کرتے ہیں، چرند و پرند اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کی زبان ہمیں معلوم نہیں، وہ انبیائے کرام جانتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں: عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ اللہ نے مجھے پرندوں کی زبان دی تھی۔ اور وہ باتیں بھی کرتے تھے، پرندوں کی حاضری لیتے تھے۔ ایک مرتبہ ہدہد غائب تھا، فرمایا: صحیح عذر بتائے تو فبہا؛ ورنہ سزا دوں گا۔ پھر اسی پرندے کے ذریعے سے ایک عظیم المرتبت حکومت کی سربراہ بلقیس کو دعوت بھیجی۔ قرآنِ کریم نے اس واقعے کو نقل کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّهٗ مِنۡ سُلَيۡمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَىَّ وَاۡتُوۡنِىۡ مُسۡلِمِيۡنَ ﴿۳۱﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹیوں کی زبان بھی جانتے تھے۔ ایک مرتبہ جا رہے تھے تو چونٹیوں کے سردار

نے کہا کہ جلدی جلدی اپنے بِل میں چلی جاؤ! سلیمان کا لشکر آرہا ہے، ہمیں پاؤں سے روند نہ ڈالے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی زبان سن کر ہنسنے لگے کہ یہ اپنے ماتحتوں کو کیا کہہ رہی ہے۔ انبیا چرند و پرند کی زبان جانتے تھے۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو وہ نبی نے فرمایا یہ ساری چیونٹیوں کو جلا دو، چناں چہ وہاں آگ لگا دی۔ اللہ کی طرف سے وحی آئی: تمھیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا، تم نے میری ساری مخلوق کو جلا دیا! یہ میری امت تھی، جو میری تسبیح پڑھ رہی تھی۔ ان کو تنبیہ فرمائی۔

روایتوں میں ہے کہ جب درخت تازہ رہتا ہے وہ اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے۔ ہمیں ان کی زبان نہیں معلوم ہوتی ہے؛ لیکن وہ سب تسبیح پڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک جگہ سے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا تو ایک اونٹنی نے آواز نکالی۔ حضرت اس کے پاس گئے تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، اس نے کہا: میرا مالک میری طاقت سے زیادہ کام کرواتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک کو بلایا اور کہا کہ تیری اونٹنی شکایت کر رہی ہے۔ فرمایا: حضرت! آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ تو اونٹنی کی زبان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھ لی۔

ایک دیہاتی ایک ہرنی پکڑ کر لے آیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس نے کچھ آواز نکالی۔ حضرت اس کے قریب گئے۔ ہرنی نے کہا کہ یہ مجھے پکڑ لایا ہے، پہاڑ کے پیچھے میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، مارے بھوک کے بغیر دودھ کے وہ تڑپ رہے ہوں گے، مجھے چھوڑ دیجیے، میں دودھ پلا کر واپس آجاتی ہوں۔ فرمایا: پکا وعدہ ہے کہ تو واپس آئے گی؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پکا وعدہ کرتی ہوں۔ وہ گئی اور واپس آگئی۔ اس ہرنی کو

پکڑنے والے ایک دیہاتی صحابی رضی اللہ عنہ تھے، حضرت نے ان سے فرمایا کہ یہ بڑی وفادار ہے جس نے وعدہ پورا کیا۔ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اسے چھوڑ دے۔ حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ میں کسی جگہ اس واقعے کو نقل کرکے یوں فرمایا کہ ایک ہرنی نبی کی وفادار رہی اور اس امت کی اپنے نبی سے کوئی وفاداری نہیں!!! انبیائے کرام ان کی زبان جانتے ہیں، ہم نہیں جانتے۔ درخت بھی تسبیح پڑھتے ہیں، چرند و پرند بھی تسبیح پڑھتے ہیں، ساری مخلوق اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے؛ لیکن ہمیں اس کا علم نہیں۔

اس امت میں بعض اولیائے کرام پر اللہ کھول دیتا ہے۔ فضائلِ اعمال میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ایک رات میں نے دیکھا کہ درخت اللہ کو سجدہ کر رہا ہے، میں سمجھ گیا کہ آج ہی شبِ قدر ہے۔ بعض اولیائے کرام پر اللہ تعالیٰ ایسی چیزیں منکشف کر دیتا ہے، ہماری ظاہری بیں آنکھوں کو یہ نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات

میرے بھائیو! جب کائنات کی ساری مخلوق اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے، تو ہم پر تو اللہ کے بے شمار احسان ہیں، ہمیں تو اور بھی تسبیح پڑھنا چاہیے، ہر وقت اس کا ذکر کرنا چاہیے، ہر وقت زبان کو ذکر سے تازہ رکھنا چاہیے، زبان کو اللہ کے ذکر سے کبھی خشک نہ رہنے دیں۔ کبھی بھی اللہ کا ذکر نہ چھوڑیں۔ ہم پر تو اللہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں۔

سب سے بڑا احسان تو یہ ہوا کہ اس نے ہمیں بغیر کسی اپلیکیشن کے وجود عطا فرمایا، ہم کو پیدا کیا، پھر انسان بنایا، انسان بنا کر ایمان دیا، ایمان کتنی بڑی دولت ہے! پھر ایمان

کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی مقدس ہستی کی امت میں پیدا کیا۔

اس کے ساتھ ہم پر یہ بھی احسان فرمایا کہ ہم کو طرح طرح کے کھانے دیے۔ اس مخلوق کے چرندو پرند اور جانوروں کا ایک ہی کھانا ہے کہ جو گھاس کھاتے ہیں وہ گھاس کھاتے رہتے ہیں، وہ گوشت نہیں کھا سکتے۔ جو کچا گوشت کھاتے ہیں وہ کچا گوشت کھاتے رہتے ہیں، وہ گھاس نہیں کھا سکتے، ان کو ایک ہی کھانا دیا۔ ہمارے دسترخوان دیکھو! اللہ نے طرح طرح کے کھانے دیے، کتنی انواع واقسام کے کھانے ہوا کرتے ہیں۔ ایک کھانے پر بھی اگر اللہ کا شکر ادا کیا جائے تو شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

اللہ نے مزید احسان اللہ نے یہ فرمایا کہ کسی مخلوق کو لباس نہیں دیا، ہمیں لباس دیا۔ ان کی چمڑی ان کا لباس ہے، ان کے ستر چھپانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے لباس دیے۔ ہمارا سردی کا لباس الگ، ہمارا گرمی کا لباس الگ، ہمارا رات کا لباس الگ، ہمارا دن کا لباس الگ، ہمارا مجلس کا لباس الگ، ہمارا مکان کا لباس الگ، ہمارا سفر کا لباس الگ، ہمارے حضر کا لباس الگ ہوتا ہے۔ اللہ نے ہمیں کتنے لباس عطا فرمائے؟ اور فرمایا: میرے بندے! تو اِن کپڑوں میں بہت خوب صورت معلوم ہوتا ہے۔

پھر ان تمام مخلوقات کو کہیں جانا ہو تو ان کے لیے کوئی سواری نہیں، ان کو پیدل جانا پڑے گا۔ یہ اونٹ، بھینس جتنے بھی جانور ہیں دور دور تک جاتے ہیں، ان کو پیدل ہی جانا پڑے گا، اللہ نے ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے سواریاں عطا فرمائی۔ کسی زمانے میں جانوروں کو سواری بنا دیا۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق

لوہا، اسٹیل کو ٹرین اور گاڑیوں کی شکل میں ہمارے لیے سواریاں بنادیا۔ پھر جب ترقی ہوئی تو ہوا کو بھی ہمارے لیے مسخر کردیا، اور ہماری سواریاں فضاؤں میں اڑنے لگیں، ہم ہوائی جہاز کے ذریعے لمبے لمبے سفر مختصر وقت میں طے کرنے لگے۔ سمندر کے پانی کو تابع بنادیا کہ ایک پتھر ڈالو تو ڈوب جاتا ہے؛ لیکن لاکھوں ٹن کا جہاز اس پر چل رہا ہے۔ ساری کائنات ہمارے تابع کرکے انعامات سے نواز دیا، تو ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنا چاہیے؛ لیکن جتنی نعمتیں عطا فرمائی ہم اتنے ہی غافل ہوگئے!

خبردار!

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں: وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ اے لوگو! دنیا میں ان لوگوں کی اتباع نہ کرو جو ہمارے ذکر سے غافل ہوچکے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو نہ نماز، نہ دین، نہ شریعت، نہ اللہ، نہ خدا، کچھ نہیں۔ ان کے قلوب اللہ سے غافل ہوچکے ہوتے ہیں۔ اللہ ہم کو نصیحت فرمارہے ہیں کہ تم ان کی اتباع نہ کرو جن کے قلب کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر رکھا ہے اور انہوں نے اپنی خواہشات کی اتباع کی، اور ان کے معاملے ہماری حدود سے باہر ہیں۔ وہ لوگ شریعت سے آگے نکل چکے ہیں۔

ایک جگہ ڈرانے والے انداز میں فرمایا: وَمَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَيِّضۡ لَهٗ شَيۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيۡنٌ ﴿۳۶﴾ جو میرے ذکر سے غافل رہے گا میں شیطان کو اس کا ساتھی بنادوں گا۔ اللہ اکبر! ذکر چھوڑنے والے کا شیطان ساتھی بن جائے گا، جب شیطان ساتھی ہوگا تو اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں: وَمَنۡ يَّكُنِ الشَّيۡطٰنُ لَهٗ قَرِيۡنًا فَسَآءَ قَرِيۡنًا ﴿۳۸﴾ یہ تمہارا بدترین

ساتھی ہے جو تمہیں غلط راستوں پر لے جائے گا۔

شیطان کی کارستانیاں

شیطان کیا کام کرے گا؟ اس کا سب سے پہلا کام ذکر سے غافل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرانِ کریم میں فرماتے ہیں: وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یہاں ذکراللہ سے نماز مراد نہیں ہے، اس لیے کہ حنفیہ کے یہاں تو واؤ مغائرت کے لیے آتا ہے، جمہور نے یہاں یہی معنی لیے ہیں، اس لیے کہ وَعَنِ الصَّلٰوةِ تو آگے مستقل آرہا ہے، معلوم ہوا کہ یہاں ذکراللہ سے ''ذکر اللہ'' ہی مراد ہے۔ اب ترجمہ ہوگا: شیطان کا پہلا کام اللہ کے ذکر سے غافل کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر پر نماز سے غافل کرتا ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے: اپنی نماز میں جب وساوس بہت آتے ہیں، خیالات خوب آتے ہیں، سمجھ لو کہ تم اللہ کے ذکر کو چھوڑ چکے ہو۔ اس لیے کہ ذکر چھوڑا تو شیطان باؤنڈری میں داخل ہوگیا۔ اگر ذکر کرتے رہتے تو شیطان باؤنڈری اور حدود میں نہ آتا، جب حدود میں نہ آتا تو ہم اللہ کا ذکر کرتے رہتے، اچھی طرح نماز پڑھتے۔

عقلمند کون؟

اسی لیے اللہ تعالیٰ قرانِ کریم میں فرماتے ہیں: عقلمند کون ہے؟ فلائٹ چلانے والے عقلمند ہیں؟ پانی کے نیچے سب مرین لے جانے والے عقلمند ہیں؟ فرمایا: نہیں! انہوں نے سب کچھ کیا؛ لیکن خالق کو نہیں پہچانا تو یہ بے وقوف ہیں۔ جنھوں نے خالق کو پہچانا وہ عقلمند ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے کھڑے، بیٹھے بیٹھے، لیٹے لیٹے۔ اگر رات میں آنکھ کھل گئی فوراً ذکر ان کی زبان پر آتا

ہے: اللہ اللہ! یہ کیسے نکلے گا جب؟ جب بیداری میں ذکر ہوگا تو نیند میں بھی اللہ ہوگا۔ پھر درد ہوگا تو پھر اوا ماں نہیں نکلے گا؛ بلکہ یا اللہ! نکلے گا، اس لیے کہ دن بھر اسی کو یاد کیا ہے۔ اور وہ سوچتے ہیں کہ یا اللہ! تو نے یہ جو پیدا کیا یہ بے کار و عبث نہیں ہے۔ ان کو عقلمند کیوں کہا؟ اس لیے کہ انہوں نے خالق کو پہچانا۔ جو خالق کو نہیں پہچانتا وہ کبھی عقلمند نہیں ہوسکتا۔ چاہے وہ فضاؤں میں اڑے، چاہے وہ سمندر میں تیرے، چاہے وہ دنیا کی ساری سائنس تابع کر لے؛ لیکن اللہ اس کو عقلمند نہیں کہے گا۔

بخاری شریف میں ہے: الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت عقلمند وہ ہے جس نے اپنی ذات کو پہچانا کہ میرا کوئی خالق ہے، مجھے کسی نے وجود دیا ہے، میرا کوئی مالک ہے، اسی کے فضل سے میں آیا ہوں۔ اس طرح اپنی ذات کو پہچانا اور مرنے کے بعد کی تیاری کی، وہ عقلمند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاکرین بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ یہاں ذکر اللہ سے نماز مراد نہیں ہے، خاص ''ذکر اللہ'' ہی مراد ہے۔ معلوم ہوا اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میرے نیک بندے وہ ہیں جو تجارت میں ہیں، دکان و کاروبار میں ہیں، جاب و نوکری پر ہیں، کچھ کام کر رہے ہیں؛ لیکن زبان سے اللہ اللہ سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرما رہے ہیں کہ تجارت چھوڑ دو، کاروبار چھوڑ دو، دکان چھوڑ دو، نوکری چھوڑ دو؛ بلکہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان کی تجارت ان کو اللہ سے غافل نہیں کرتی، وہ اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے، ان کی زبان ہر وقت اللہ کی یادوں سے تر رہتی ہے، ہر وقت اللہ اللہ

جاری رہتا ہے۔

باب الذکر میں امام غزالی نے ایک نکتہ لکھا ہے: زبان اظہارِ ذکر کا ذریعہ ہے، محلِ ذکر تو قلب ہے۔ اصل تو دل سے اللہ کو یاد کرنا ہے؛ لیکن ہم دل سے یاد کر رہے ہیں اس کا اظہار زبان سے ہوتا ہے۔ جب ہم اللہ بولتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا دل اللہ کو یاد کر رہا ہے۔

علمائے کرام نے حسامی میں ایک مسئلہ پڑھا ہوگا کہ کسی بے وقوف نے اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ اگر میں تجھ سے محبت کروں تو تجھے طلاق۔ یہ بے وقوف نہیں ہوا؟ پھر ایک دن اس نے بول دیا کہ میں محبت کرتا ہوں، تو طلاق ہو گئی۔ اس لیے کہ محبت کا تعلق دل سے ہے، زبان سے اظہار کر دیا، اس اظہار پر وقوعِ طلاق ہے۔ تو زبان کا کام اظہار ہے، اصل تو دل ہے۔ اسی لیے قرآنِ کریم نے ذکر کی بنیاد پر طمانینت وسکون کو دل ہی کی طرف منسوب کیا ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اللہ کے ذکر سے تمہارے دلوں کو اطمینان پہنچتا ہے۔

ذکر کا نقد فائدہ

آج تو کیش کی دنیا ہے، ادھار نہیں چلتا۔ مولانا! یہ ثواب، جنت وغیرہ اُدھار سُدھار کے معاملے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ ہم ذکر کریں تو ہمیں یہاں کیش ونقد کیا ملے گا؟ نماز پڑھیں گے تو کیا ملے گا؟ قرآنِ کریم نے جواب دیا کہ ثواب وجنت، راحت وسکون، نبی کے ہاتھ کا جامِ کوثر یہ تو سب ملے گا؛ لیکن فوراً میں تم کو جو دوں گا وہ یہ ہے کہ تمہارے دلوں کو سکون دے دوں گا۔ تمہیں گولیاں نہیں کھانی پڑے گی، تمہیں راحت ہو جائے گی، تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے گا، تمہیں چین ہو جائے گا۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں کیا دولت ہے کہ ہمیں

چینوسکون نصیب ہوجائے، اطمینان نصیب ہوجائے، بے چینی ختم ہوجائے، پریشانیاں دور ہوجائیں، اس لیے اللہ کے ذکر سے اپنے قلب کو تازہ رکھو۔

حق تعالیٰ جل شانہ نے ایک دو جملوں میں پورا خلاصہ نقل کردیا، جیسے ہم کہتے ہیں: آپ ماشاءاللہ! بہت شارٹ اینڈ سویٹ بولتے ہیں، مختصر اور جامع بات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی شارٹ اینڈ سویٹ، مختصر کلمہ فرمایا: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کروگے میں تمہیں یاد کروں گا۔ تم خلوت میں یاد کروگے میں خلوت میں یاد کروں گا۔ تم مجلس میں یاد کروگے میں مجلس میں یاد کروں گا۔ ایک تفسیر علما نے یہ فرمائی کہ تم مجھے یاد کروگے میں تمہارے مسائل حل کردوں گا، تمہاری ضرورتیں پوری کردوں گا، تمہارے رزق کے دروازے کھول دوں گا، تمہارے تقاضے پورے کردوں گا۔

جیسے ہم نے کسی آفسر کو فون کیا کہ ابھی آپ کی ماتحتی والی ایک جگہ کے لیے جاب کا اعلان آیا ہے، اس میں ہمارے ایک بچے کو آپ لے لیجیے۔ تو وہ کہتا ہے کہ فلاں تاریخ کو انٹرویو ہے، آپ بھیج دینا، میں دیکھ لوں گا۔ وہ اتنا جملہ کہتا ہے۔ پھر جب وہ تاریخ آتی ہے تو آپ فون کرکے کہتے ہیں: آج انٹرویو ہے، اس بچے کو ذرا دیکھ لینا۔ بس اتنا ہی ہم کہتے ہیں : دیکھ لینا۔ ہم اسی کا جملہ دہراتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے: فکر کی بات نہیں۔ اللہ بھی کہتا ہے: تم مجھے یاد کرو، میں تمہارے معاملات دیکھ لوں گا۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں سنبھال لوں گا۔ میں تمہیں ذلتیوں میں عزت کے نقشے دے دوں گا۔ میں تمہاری غریبی میں امیری کے مسائل حل کردوں گا۔

ایک مطلب اور بھی بیان فرمایا: تم مجھے یاد کروگے میں امت کو تمہارے تابع بنا دوں گا۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ اہل اللہ کے پیچھے لوگ دوڑتے ہیں۔ ان میں کیا

ہیرے رکھے ہوئے ہیں؟ ان میں کوئی ڈائمنڈ لگے ہوئے ہیں؟ بہت سے بزرگان دین تو بالکل بوڑھے ہو چکے ہوتے ہیں، ان کے گال بھی پچکا گئے ہوتے ہیں، کمر جھکا کر چل رہے ہوتے ہیں اور لوگ ہیں کہ کوئی ان کو دائیں سے ہاتھ لگا رہا ہے، کوئی بائیں طرف سے ٹچ کر رہا ہے، کوئی ان کا ہاتھ کھینچ رہا ہوتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ حضرت! ذرا جبّہ مل جائے، کوئی کہتا ہے کہ حضرت! ذرا مصافحہ ہو جائے، کوئی کہتا ہے کہ حضرت! ہاتھ چوم لوں۔ کیا ان میں ڈائمنڈ اور ہیرے، جواہرات رکھے ہیں؟ نہیں! انہوں نے کثرت سے اللہ کو یاد کیا، اللہ نے امت کے دلوں میں محبت ڈالی دی۔ یہ ہر ایک کے لیے ہے۔ قرآنِ کریم صرف کسی بزرگ کے لیے مخصوص نہیں ہے، پوری امت کے لیے ہے۔ تم مجھے یاد کرو، میں تمہاری محبت کی باتیں چلا دوں گا، میں لوگوں کو تمہارے تابع بنا دوں گا، لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

ایک تابعی کا قول ہے: جس دن میری، باندی یا غلام سے کوئی بے وفائی دیکھتا ہوں تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ آج میں نے اس کو یاد نہیں کیا، اسی لیے یہ مجھ سے بے وفائی کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کے ذکر کے فوائد ہیں۔

غفلت کا وبال

میرے بھائیو! صبح وشام اللہ کے ذکر سے اپنے آپ کو رطب اللسان رکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ ؕ اگر تم مجھے بھول جاؤ گے میں بھی بھول جاؤں گا۔ دوسری آیت میں فرمایا: وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ أَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ جب ہم اللہ تعالیٰ کی آیات وعنایات کی ناقدری کیں

گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نابینا اٹھائے گا، ہم کہیں گے: رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا اللہ میں تو بہت دیکھنے والا تھا! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى میری آیات اور میرا قرآن تیرے پاس آیا تھا، تو بھول گیا، تو نے میرے قرآن کی طرف توجہ نہیں کی تھی، آج تو بھی بھلا دیا جائے گا۔ اس لیے کچھ بھی کام کر رہے ہوں، ہماری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔

ایک ذکرِ مفروض ہوتا ہے۔ یعنی فرض ذکر۔ نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ فرض ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ ہر موقع کی جو دعائیں نبی ﷺ نے بتائی وہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ ہم جو لا إله إلا الله، سبحان الله، الحمدلله، الله أكبر پڑھتے ہیں یہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔

ایک حدیث شریف میں فرمایا: میرے بندو! تم مجھے اپنی مالداری میں یاد کرو، میں تمہیں تمہاری غریبی میں یاد کروں گا۔ تم اپنی صحت میں یاد کرو، میں تمہاری بیماری میں تمہیں یاد کروں گا۔ تم اپنی حیات میں یاد کرو، میں تمہاری وفات کے بعد یاد کروں گا، تمہاری قبر میں یاد کروں گا۔ کون نہیں چاہتا کہ ہمارا اللہ قبر میں یاد کرے؟ آج تو اولاد بھی چند دنوں میں اپنے باپ کو بھول جاتی ہے۔

اپنی فکر آپ کیجیے

ایک لڑکے کا عید کے دن کا قربانی کا مشغلہ تھا، وہ سب کے گھر جا کر قربانی کرتا تھا۔ کسی نے عید کی نماز کے بعد اس سے کہا کہ چلو! قبرستان ہو آتے ہیں۔ تمہارے والد کی قبر بھی ہے، ایصال ثواب کر آتے ہیں۔ اس نے کہا: والد صاحب اپنی جگہ سوئے ہوں گے، مجھے پیسے بنانے ہیں۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ یہ بچے کا جواب ہے۔ جہاں اولاد تک

بھول جاتی ہے، وہاں میرا رب کہتا ہے کہ میں تجھے یاد کروں گا۔اس لیے ہم اپنی حیات و زندگی میں اپنے اللہ کو یاد کرلیں۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اپنے رب کا ذکر ہر وقت اپنی زبان پر رکھیں۔اللہ مجھے اور آپ کو ذکرِ کثیر کی توفیق عطا فرمائے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یا کسی بزرگ نے ایک بہت پیارا جملہ ارشاد فرمایا: کسی صاحب کا قبرستان سے گزر ہوا تو کہنے لگے: کتنے اچھے ہیں تم لوگ کہ کتنے سکون سے سوئے ہوئے ہو؟ اندر سے جواب آیا: سکون سے نہیں، پریشان ہیں، سوئے تو تم لوگ ہو، جب آئیں گے تو پتا چلے گا۔یعنی تم دنیا میں غفلت میں سوئے ہوئے ہو، ہم نے اپنے آپ کو غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ہائے دنیا! ہائے دنیا! کے مشاغل ایسے بنا دیے ہیں کہ ہم اپنے رب کو بھول چکے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم ہر وقت اللہ کا ذکر کرنے والے بن جائیں۔اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اپنے مولیٰ کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ رب بہت پیارا ہے۔جب کوئی یاد کرتا ہے تو اس کو اپنے بندوں پر بہت پیار آتا ہے، وہ بڑا مہربان ہے۔ہم تھوڑا سا یاد کرتے ہیں، وہ بہت یاد کرتا ہے۔وہ کہتا ہے: تم ایک بالشت آتے ہو، میں ایک ہاتھ آجاتا ہوں، تم ایک ہاتھ آتے ہو، میں دو ہاتھ آجاتا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے آنے میں دیر ہے، میرے آنے میں کوئی دیر نہیں۔ایسے مولیٰ کو یاد کرنا چاہیے۔ذکر کی مجالس میں شریک ہوں، اپنے دل کو منور کریں؛ تاکہ ظلمات دور ہوں، اور رب کا نور ہمارے دلوں میں اترے۔